قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفَضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 12 مارچ 2022ء | 09 شعبان 1443 ہجری قمری | 12 امان 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 62

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول سے قبل آپؐ کی زید بن عمرو سے ملاقات ہوئی، نبی کریمؐ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، آپؐ نے اس میں سے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا کہ مَیں اس میں سے کھانے والا نہیں جو تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو اور میں نہیں کھاتا سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا گیا ہو۔

(بخاری کتاب المناقب باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

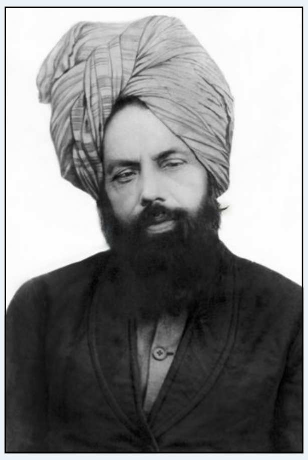

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ یعنی محمد اپنے رب پر عاشق ہوگیا صلی اللہ علیہ وسلم‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 524 ایڈیشن 1988ء)

’’...پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضلیت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

’’...قرآن کریم کو پڑھ کر دیکھ لو۔ اور تو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہوسکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضور کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی۔ اور بار بار اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ (الکہف: 111) ہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کلمہ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا۔ جس کے بدوں مسلمان مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ سوچو! اور پھر سوچو! پس جس حال میں ہادیٔ اکمل کی طرزِ زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 74 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(البقرہ: 166)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ کی محبت میں (ہر محبت سے) زیادہ شدید ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا اور کامل یقین تھا کہ آپ خداتعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ اور خداتعالیٰ کا آخری فیصلہ یقیناً آپؐ کو پتہ تھا کہ میرے حق میں ہونا ہے۔ تو فرمایا کہ اے کافرو! تم اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے اپنے جھوٹے دین سے ہٹ نہیں سکتے یٰۤاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ کی سورۃ میں ساری بات آ گئی تو مَیں جو خدا کا نبی ہوں، اس خدا کا پیغام پہنچانے سے کیسے باز آ جاؤں جس کا خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ مَیں اس خدا کی عبادت سے کیسے باز آ جاؤں جو ہر روز ایک نیا نشان اپنی قدرت کا مجھے دکھاتا ہے۔ جو تمہارے مقابلے میں خود میری حفاظت کے لئے کھڑا ہے۔ تم بے شک میری مخالفت کرتے رہو، مجھے تکلیفیں دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو، لیکن یاد رکھو کہ غالب مَیں نے ہی آنا ہے۔ تمہیں یہی جواب ہے جو فی الحال خدا نے مجھے سکھایا ہے کہ تم اپنے دین پر قائم رہو، مَیں اپنے دین پر قائم رہوں گا۔ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ۔ لیکن یاد رکھو یہ مقدر ہے، اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کرلیا ہے، میرے خدا نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ جو حاضر کا بھی علم رکھتا ہے، جو غائب کا بھی علم رکھتا ہے، آئندہ کا بھی علم رکھتا ہے، جو اپنے پیار کا مجھ پہ اظہار کرتا رہتا ہے اُس خدا کی تقدیر اب یہ ہے کہ خدائے واحد کے دین نے ہی غالب آنا ہے اور تم نے ختم ہونا ہے۔ تو یہ جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کرنے والے اور اپنے پیارے کے منہ سے کہلوایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی ذات سے جو عشق تھا اور اس کی وحدانیت دنیا میں قائم کرنے کی جو تڑپ تھی اور جو آپؐ نے اس کے لئے کوشش کی اس کا تو کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر کبھی کسی سے بھی اس ذات کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں اعلیٰ اور اچھے کلمات آپؐ نے سنے تو ہمیشہ اس کی تعریف کی۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کی ہے وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے کہ ’’سنو اللہ کے سوا یقیناً ہر چیز باطل اور مٹ جانے والی ہے‘‘

(بخاری کتاب مناقب الانصار باب ایام الجاھلیۃ۔ حدیث نمبر 3841)

پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے نام کی غیرت آپؐ میں کس قدر تھی کہ نقصان برداشت کر لینا گوارا تھا لیکن یہ گوارا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کے تقاضے پورے نہ کئے جائیں۔

بقیہ صفحہ 6 پر

اس شمارہ میں

- اٹھتے اٹھتے نقاب چہروں کے (غزل)
- رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد (اداریہ)
- حضرت محمد ﷺ کا جانوروں سے حسن سلوک
- بشاشت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ایک وصف اور تحریک

دربارِ خلافت

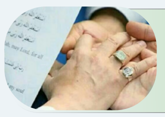

درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرتؐ کی زبانِ مبارک سے نکلا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

درود شریف کی اس غرض کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’جیسا کہ مَیں نے (پہلے زبانی سمجھا رہے تھے، مجلس میں ذکر ہو رہا ہے۔) زبانی بھی سمجھایا تھا (کہ درود شریف) اس غرض سے پڑھنا چاہئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کرے اور اُس کو تمام عالَم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اُس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اِس عالَم اور اُس عالَم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضورِ تامّ سے ہونی چاہئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضورِ تامّ سے دعا کرتا ہے‘‘۔ (ایک دلی گہرائی کے ساتھ پوری طرح یہ درود شریف کی دعا ہونی چاہئے جیسے تم اپنے لئے دعا کرتے ہو۔) فرمایا ’’بلکہ اُس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے‘‘ (بلکہ اپنے لئے انسان جو دعائیں کرتا ہے اُس سے بھی زیادہ بڑھ کر تضرع اور التجا ہو ان دعاؤں میں اور اس میں اپنا کچھ حصہ نہ ہو۔) فرمایا کہ ’’اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے کہ اس سے (یعنی درود شریف پڑھنے سے) مجھ کو یہ ثواب ہو گا یا یہ درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے کہ برکاتِ کاملہ الٰہیہ حضرت رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوں اور اُس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمّت چاہئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہئے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 523)

یہ ہے عشقِ رسول۔

پھر آپؑ اپنے ایک مکتوب میں جو میر عباس علی شاہ صاحب کو لکھا تھا، جو بعد میں بہرحال پھِر گئے تھے۔ فرماتے ہیں:

’’آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی اپنے پیارے کیلئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرّع سے چاہیں اور اُس تضرّع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں...... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراضِ نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 535-534)

پھر ایک مجلس میں آپؑ نے فرمایا:

’’درود شریف کے طفیل ... مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہاء نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدُوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔‘‘

(الحکم جلد 7 نمبر 8 مورخہ 28/ فروری 1903ء صفحہ 7)

پھر اپنے ایک خط میں تعداد کے بارے میں کہ کتنی تعداد میں پڑھا جائے یا تعداد ہونی چاہئے کہ نہیں، فرماتے ہیں بعض دفعہ تعداد بتائی بھی ہے لیکن اس میں بتایا کہ:

’’درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلا ہے۔ اور وہ یہ ہے‘‘۔ (ایک تو یہ کہ درود شریف کونسا بہتر ہے اور پھر کتنا پڑھا جائے۔ فرمایا وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ...‘‘

فرمایا ’’سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا وِرد ہے اور کسی تعداد کی پابندی ضرور نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے اور اُس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقّت اور بیخودی اور تاثّر کی پیدا ہو جائے اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 526)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے حکم میں کیا حکمت ہے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے‘‘۔ (بڑا گہرا راز ہے) ’’جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے‘‘ (یعنی جب کسی سے ذاتی محبت ہو اور ذاتی محبت کی وجہ سے رحمت اور برکت چاہے تو اُس کا ایک حصہ بن جاتا ہے) ’’اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرتِ احدیّت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 535-534)

یہ تو درود شریف پڑھنے کے طریقے ہیں۔

(خطبہ جمعہ یکم فروری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

غزل

(کلام چوہدری محمد علی مضطرؔ)

اٹھتے اٹھتے نقاب چہروں کے
ڈھل گئے آفتاب چہروں کے

ہم سے پوچھو عذاب چہروں کے
ہم بھی تھے ہمرکاب چہروں کے

ہم ہیں قاری صحیفۂ رخ کے
ہم ہیں اہلِ کتاب چہروں کے

ہم نے دیکھے ہیں جاگتی آنکھوں
خواب در خواب چہروں کے

ذہن کے پار تک ہیں پھیلے ہوئے
سلسلے بے حساب چہروں کے

ہو گئے لقمۂ نہنگِ نظر
کیسے کیسے گلاب چہروں کے

شیخ پکڑے گئے سر بازار
منتظر تھے جناب چہروں کے

رنگ لا کر رہیں گے بالآخر
یہ سوال و جواب چہروں کے

بات دل کی زباں پہ آ نہ سکی
دیکھ کر اضطراب چہروں کے

ان کو آزردہ دیکھ کر مضطرؔ!
رنگ بدلے شباب چہروں کے

اداریہ

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد (قسط 2)

گزشتہ دنوں جرمنی سے مکرم ظہیر احمد طاہر نے کچھ ایسے اشعار کا چناؤ بھجوایا جن کا ایک مصرعہ مرور زمانہ کے ساتھ ضرب المثل بن گیا۔ خاکسار نے اپنے ذوق کے مطابق ان میں سے چند ضرب المثل کو اپنے اداریوں کے لئے مختص کرلیا۔ ان میں سے زیر نظر ضرب المثل جس کو میں نے آج کے لئے موضوع تحریر بنایا ہے وہ یہ ہے

؎ رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

یہ مشہور زمانہ شاعر جناب سید غلام محمد مست کلکتوی کے کہے گئے ایک شعر کا دوسرا مصرع ہے۔ پورا شعر کچھ یوں ہے

؎ سرخ رو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

یہاں شاعر نے اس شعر کے ہر دو مصرعوں میں نہایت ہی لطافت سے انسان پر انفرادی حیثیت سے یا اجتماعی طور پر جماعتی حیثیت میں مشکلات اور مصائب کا ذکر کیا ہے کہ اس دنیا میں ہر وجود اپنے مخالفین کی طرف سے پیدا ہونے والی مشکلات کو برداشت کر کے ہی نکھر کر سامنے آتا ہے۔ اور جس طرح مہندی جو پودے پر پتوں کی صورت میں ہوتی ہے، اس کو حنا بننے تک جس process سے گزرنا پڑتا ہے وہ حنا سے ہی پوچھا جاسکتا ہے۔ مہندی کے پودے کے پتوں کو جب اپنے ہاتھوں میں مسلیں تو کوئی خوشبو نہیں آتی اور نہ رنگ پیدا کرتی ہے لیکن پتھر پر جب اس کو رگڑا یا پیسا جاتا ہے تو اس کے اندر ایک نہ ختم ہونے والی خوشبو بھی آنے لگتی ہے اور رنگ بھی پیدا کرتی ہے۔ پاکستان میں ہم جب ایسے بزرگوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے جو سر پر یا پاؤں پر مہندی لگایا کرتے تھے تو ان کے پاس سے حنا کی بہت ہی پیاری خوشبو آیا کرتی تھی۔ سر اور پاؤں مہندی رنگ سے رنگین ہوئے بھلے لگتے تھے۔

انفرادی طور پر انسان پر آنے والی سختیوں اور جماعتی سطح پر مخالفتوں کی وجہ سے ملنے والی ترقیات و فتوحات کا ذکر خاکسار نے اپنے ایک اداریہ بعنوان ”مصائب، مشکلات، صبر و استقامت اور اس کا اجر“ میں کیا تھا جو روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے شمارہ مجریہ 28 نومبر 2020ء میں شائع ہوا ہے۔ جس کو معمولی ردّ و بدل اور اضافہ کے ساتھ قارئین کے استفادہ کے لئے ایک بار پھر پیش کیا جارہا ہے۔ ایک دفعہ صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ سے اپنی تکالیف کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے سختیوں کے دن ختم کرنے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا:

”تم سے پہلے ایسا انسان بھی گزرا ہے جس کے لئے مذہبی دشمنی کی وجہ سے گڑھا کھودا جاتا اور اس میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اُسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا لیکن وہ اپنے دین اور عقیدے سے نہ پھرتا اور بعض اوقات لوہے کی کنگھی سے مومن کا گوشت نوچ لیا جاتا۔ ہڈیاں اور پٹھے ننگے کر دیئے جاتے مگر یہ ظلم اس کو اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا“

(بخاری کتاب المناقب)

آنحضور ﷺ نے ایک دفعہ اپنے انبیاء بھائیوں میں سے ایک کا ذکر فرمایا کہ اس نبی کو قوم نے مارا اور زخمی کر دیا وہ نبی اپنے چہرے سے خون پونچھتا جاتا اور کہتا جاتا کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نہیں جانتے اور اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ (غالباً حضورؐ کا اشارہ اپنی طرف ہی تھا۔

(بخاری کتاب المناقب)

اللہ تعالیٰ نے اس مخالفت، تنگی، دشواری اور تکلیفوں کے سبب ان انبیاء اور ان کے ماننے والوں کو سرخرو فرمایا اور غیر معمولی ترقیات سے نوازا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ سختی اور تلخی کے بعد اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے۔ سونا بھٹی سے گزر کر ہی کندن بن کر خوبصورت زیورات کی شکل اختیار کرتا ہے۔ ہیرا تراشے جانے کے بعد ہی چمک دکھلاتا اور کسی کی انگشتری کی زینت بنتا ہے۔ ایک عورت کی گود مشکل اور کٹھن مرحلہ سے گزر کر ہی اولاد سے ہری ہوتی ہے۔ ایک طالب علم اپنے آپ کو جان جوکھوں میں ڈال کر ہی سالانہ امتحان میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اس اصول کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے، جیسے فرمایا اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا (الم نشرح:7) کہ یقیناً تنگی کے ساتھ آسائش آنے والی ہے۔

پھر ایک جگہ پر فرمایا:

الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا

(الملک:2)

ترجمہ: وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔

حضرت سفیانؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتائیں کہ اس کے بعد مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو یعنی میری پوری تسلی ہو جائے۔ آنحضور ﷺ نے جواباً فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس بات پر پکے ہو جاؤ اور اس ایمان باللہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہو۔

(مسلم کتاب الایمان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

؎ اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

کہ کسی نبی پر ایمان لانے کا مطلب ہی اپنے آپ کو خدا کے لئے فنا کر دینا ہے۔ جو تکالیف اور مشکلات کے مراحل سے گزر کر ہی حاصل ہوتا ہے۔

آئیں! دیکھتے ہیں کہ روحانی دنیا میں نیک اور روحانی بندوں کو مشکلات اور امتحان کے ذریعہ جب آزمایا گیا تو پھر ان مصائب کو برداشت کرنے کے سلسلہ میں وہ کون کون سی ترقیات، فتوحات اور انعامات سے بطور اجر نوازے گئے اور دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو دیکھتے ہیں۔ آپؑ کو کنعان کی زمین کو خیر آباد کہنا پڑا۔ ان ابتلاؤں سے ہی گزر کر آپ کو ابوالانبیاء کے لقب سے پکارا گیا۔ آپؑ اور آپؑ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں اور اَسۡلِمۡ کے جواب میں اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہنے اور اللہ کی پوری پوری اطاعت کرنے کے عوض اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مبارک صورت میں عظیم نبی کا تحفہ سارے عالم کو عطا فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نہ ماننے والوں کی طرف سے مصر زمین سے دیس نکالا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کے بدلے فرعون کی غرقابی کا معجزہ دکھلایا۔

آنحضور ﷺ پر کون کون سے مظالم نہ ڈھائے گئے کہ ان کو دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپؐ پر پتھر پھینکے گئے، آپؐ کے راستے پر کانٹے بچھائے گئے۔ آپؐ کا گلا دبایا گیا۔ آپؐ کے اوپر اونٹ کی بچہ دانی پھینکی گئی۔ آپؐ پر سڑک کا کوڑا کرکٹ بھی پھینکا گیا۔ اور آپؐ کے صحابہ کو عرب کی تپتی ریت پر لٹایا گیا۔ دہکتے کوئلوں پر کھڑا رہنے پر مجبور کیا گیا۔ آپؐ کے صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ مخالف سمت اونٹوں سے باندھ کر صحابیات کو چیرا گیا اور کئی صحابہ اور صحابیات نے جام شہادت نوش فرمایا۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جتنا مجھے ڈرانے کی کوشش کی گئی۔ کسی اور کے لئے ایسی کوشش نہیں ہوئی اور راہ مولیٰ میں جتنی اذیت مجھے دی گئی اتنی کسی اور کو نہیں دی گئی۔

(جامع ترمذی ابواب الذھد)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گزری۔ اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت ﷺ پر آئیں ہم تو اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کی عالی حوصلگی، فراخ دلی، استقلال اور عزم و استقامت کا پتہ لگتا ہے کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹے پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لحہ سست اور غمگین نہیں ہوا۔ وہ مشکلات اس کے ارادے کو تبدیل نہیں کر سکیں“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 516)

ان تمام اذیت ناک تکالیف کو نہایت صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے صحابہ اپنے ایمان پر استقامت دکھلاتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے گئے اور منہ پر کوئی شکایت لائے بغیر اپنے روحانی آقا و رہنما و پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کو حرز جان بنایا۔

ان تکالیف کو برداشت کرنے کے صلہ میں سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو الٰہی دنیا تک تمام مخلوقات کے لئے رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین بنا دیا گیا۔ اور آپ کے صحابہ کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کے مبارک سرٹیفیکیٹ سے نوازا گیا۔

کسریٰ ایران نے آنحضور ﷺ کو زندہ پکڑ کر لانے کے لئے اپنا سفیر عرب بھجا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رات اس کے ہلاک ہونے کی خبر حضرت محمد ﷺ کو دی۔ حضرت محمد ﷺ اگر مکہ سے نہ نکالے جاتے تو اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کی نوید کیسے سنائی جاتی۔ اور اسلام آپؐ کے مختصر سے دور میں عرب سے عجم تک نہ پھیلتا۔

آج کے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کو تمام سابقہ انبیاء بالخصوص سیدنا، امامنا، آقا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اقتداء میں گزشتہ 130 سال سے مخالفت کا سامنا ہے۔ یہ درحقیقت اُسی مخالفت کا تسلسل ہے جو کفار مکہ نے آنحضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کی تھی۔

مولوی تاج محمد ناظم اعلیٰ ختم نبوت بلوچستان نے احمدیوں کے خلاف

ایک مقدمہ میں 21 دسمبر 1985ء کو اسسٹنٹ کمشنر کوئٹہ کی عدالت میں یہ بیان ریکارڈ کروایا:

"یہ درست ہے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر آدمی کو آزادی ہے کہ وہ مذہب پر عمل کرے۔ میں تحفظ ختم نبوت کا ناظم اعلیٰ ہوں۔ یہ درست ہے کہ ختم نبوت نے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہوا ہے کہ جس احمدی کو کلمہ لگایا ہوا دیکھے تو اسے توہین اسلام کے مرتکب ہونے کے جرم میں پکڑے اور اسی سلسلے میں ملزمان (اسیران کوئٹہ) کو ہم نے پکڑا۔ مجھے کسی غیر مذہب کے ہاتھ میں قرآن دیکھ کر جوش نہیں آتا البتہ اس کے سینے پر کلمہ لگا ہوا ہو تو اُس وقت میرا دل چاہتا ہے کہ اس کو قانون کے حوالے کروں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی بھی غیر مذہب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا بیج نہیں لگا سکتا۔ یہ درست ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے (میں) جو آدمی نماز پڑھتا تھا، آذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جواب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں"

جماعت احمدیہ کے خلاف مخالفت اور تلخیوں کا دَور آج بھی جاری ہے۔ یہ مخالفت اب انفرادی نہیں رہی۔ اس میں مختلف فرقے، جمعیتیں، جماعتیں بلکہ حکومتیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔ لیکن یہ پودا خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے، جس کی حفاظت بھی خود اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے، مکھی کی طرح مسل دینے کا دعویٰ کرنے والے کہاں ہیں۔ ان کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔

1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی بار قادیان تشریف لے گئے تو آپ نے ایک وفد بٹالہ بھجوایا تھا تو وہاں کے قبرستانوں میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی قبر تلاش کر سکیں مگر بسیار کوشش کے نام و نشان تک نہ ملا تھا۔ اس شخص کا جو بٹالہ اسٹیشن پر قادیان کا رُخ کرنے والوں کو روکا کرتا تھا جبکہ اس کے بالمقابل قادیان سے اٹھنے والی ایک آواز 130 سالوں میں 30 کروڑ سے بڑھ چکی ہے۔ اور 60 کروڑ آنکھیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نچھاور ہونے کے لئے موجود ہیں۔

1934ء میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید بطور انعام عطا کی جس کے ذریعہ دنیا بھر میں مشن ہاؤسز، مساجد کی تعمیر کے علاوہ مربیان کرام کی ترسیل اور قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کا کام جاری ہے۔

1953ء میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کا تحفہ جماعت کو عطا فرمایا۔ جس کے ذریعہ پاکستان میں خیبر سے کراچی تک تعلیم و تربیت، اصلاح احوال اور دعوت الی اللہ کا کام ہو رہا ہے اور خلافت رابعہ میں اس کا دائرہ کار ساری دنیا تک پھیلا دیا گیا ہے۔

1974ء کی مخالفت کی جب منصوبہ بندی مخالفین کی طرف سے ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوبلی کا تحفہ دیا۔ جس کے تحت سو سالہ جشن پوری آب و تاب کے ساتھ منایا گیا اور اسلام کی تمام دنیا بھر میں خوب تشہیر ہوئی۔ نیز احمدی احباب کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جن کی وجہ سے نہ صرف خاندان مالی لحاظ سے مضبوط ہوئے بلکہ چندوں میں بھی بہت اضافہ دیکھنے کو ملا اور جماعت مالی لحاظ سے مضبوط ہوئی۔

اور 1984ء کی مخالفت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کو مغربی دنیا میں پہنچا کر جماعت احمدیہ کے لئے ایک نئے era کا انتظام فرما دیا۔ اور اسلام احمدیت ایک دفعہ پھر پوری شان و شوکت کے ساتھ دنیا میں پھیلنے لگا۔ ایم ٹی اے کی نعمت جماعت کو عطا ہوئی جس سے خلیفۃ المسیح اور احباب کے درمیان رابطہ مضبوط ہوا۔ عالمی سربراہوں سے ملاقاتوں میں تیزی آئی۔ مساجد کی تعداد ہزاروں میں دیکھتے ہی دیکھتے جا پہنچی۔ مبلغین و معلمین کا جال ساری دنیا میں پھیلا۔ جامعات بڑی تیزی کے ساتھ دنیا بھر میں قائم ہوئے۔ خلیفۃ المسیح کے پارلیمنٹس سے خطاب اور عالمی رہنماؤں کو امن کے پیغام بڑی تیزی سے پہنچائے جانے لگے۔ جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا۔ 1891ء میں پہلے جلسہ سالانہ میں 75 احباب نے شرکت کی اور اب 75 سے زائد ممالک میں یہ جلسے بڑی شان کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ جماعت کی مخالفت کرنے والے دو جابر سربراہوں میں سے بھٹو کو پھانسی اور ضیاء الحق کے طیارے کے حادثے میں پرخچے اُڑا کر عبرت کا نشان بنا دیا۔

ایسا کیوں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر بیان فرمایا تھا کہ ایک دفعہ لیمپ میں پانی ملے تیل سے پانی اور تیل میں بحث جاری تھی۔ پانی کہہ رہا تھا کہ میں صاف ستھرا ہوں لوگ مجھے اپنی پاکی کے لئے استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ وضو کرتے ہیں۔ تم گدلے ہو تم سے بدبو آرہی ہے پھر تم میرے سے اوپر کیوں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیل کو زبان عطا کی اور وہ یوں گویا ہوا کہ میں چھوٹا سرسوں کا بیج تھا۔ زمین پر پھینک دیا گیا کچھ میرے ساتھیوں کو چڑیا چگ گئیں۔ کسی ساتھی نے ابھی زمین سے سر نکالا ہی تھا کہ وہ تیز ہواؤں اور بارشوں کی نذر ہو گیا یا کوئی پرندہ اُسے کھا گیا۔ جو کچھ بچ گئے ان میں، مَیں بھی شامل تھا۔ سورج کی تپش میں مَیں پلا بڑھا مجھے کاٹ کر دھوپ میں ڈال دیا گیا۔ پھر کولہو میں ڈال کر پیسا گیا اور تیل کی شکل اختیار کر گیا۔ ابھی بھی مجھے چین سے نہ بیٹھنے دیا گیا بلکہ مجھے آگ لگا کر جلایا جا رہا ہے۔ کیا اتنی مشکلات اور تکلیفیں اٹھانے کے بعد بھی میرا حق نہیں بنتا کہ میں تمہارے اوپر آؤں؟

پس اے احمدی بھائیو! تم اوپر آنے اور دنیا پر مسلط ہونے اور حکمرانی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ کچھ وقت درکار ہے، انتظار کرو، اور بس انتظار کرو اور دعائیں کرو اللہ تعالیٰ وہ دن بہت جلد لائے گا جب تمہاری حکمرانی ہوگی اور تم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح یہ کہہ رہے ہو گے کہ جو کوئی خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہوگا۔ جو فلاں کے جھنڈے تلے آیا وہ امن میں ہے۔ جس نے خلافت احمدیہ کی امان حاصل کر لی وہ امن میں ہو گا بس

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ایک فارسی مقولہ ہے:

آواز سگاں کم نہ کند رزق گدا را

کہ کتوں کے بھونکنے سے گداگر کے رزق میں کمی نہیں آتی۔

ہم احمدی بھی تو اللہ تعالیٰ کے در کے گداگر ہیں۔ جس طرح ایک گداگر، فقیر کسی کے گھر جا کر دھونی رما بیٹھتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی اپنے اللہ کے در کے گداگر ہو کر اس سے مانگیں، دعائیں کریں، استغفار کریں۔ اس پر توکل کریں۔ اس پر بھروسہ کریں، اس سے کبھی نااُمید نہ ہوں۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اور اس میں دوسرا بڑا سبق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے انعامات بصورت رزق میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ بلکہ جہاں انعامات میں بڑھوتی ہوگی وہاں جماعت احمدیہ بڑھے گی۔ پھیلے گی، پھولے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں روک نہیں سکتی۔

کہتے ہیں کہ فزکس کا یہ اصول ہے۔ جو Lavity کا اصول کہلاتا ہے

The more you press more will rise

جتنی زور سے ربڑ کی گیند کو زمین پر پٹکو گے یہ اتنا ہی اونچا جائے گی۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے صحابہ کی مشکلات اور مصائب دیکھ کر ان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کو ضرور کمال اور اقتدار بخشے گا یہاں تک کہ اس کے قائم کردہ امن وامان کی وجہ سے "صنعاء" (یمن کا دارالخلافہ اور فیڈرل ایریا ہے) سے "حضرموت" (یمن کا مشہور علاقہ) تک اکیلا شُتر سوار چلے گا۔ اللہ کے سوا اسے کسی کا ڈر نہ ہو گا۔ بھیڑیا بکریوں کی رکھوالی کرے گا یعنی وہ لوگ جو اس وقت وحشی ہیں (مخالفت اور ایذاء دے رہے ہیں ان کی نسلیں) تربیت پا کر دنیا کے والی اور رکھوالے بنیں گے لیکن تم جلد بازی دکھا رہے ہو"

(بخاری کتاب المناقب)

آج بھی ہم میں سے بعض لوگ دشمنوں کی تکالیف اور مصائب اور ایذاء رسانیوں کو دیکھ کر مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرتے ہیں۔ ان کے لئے اس حدیث میں پیغام ہے کہ جلد بازی نہ کریں اور اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ کی صدا سننے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ دعاؤں میں جُت جائیں۔ اپنی اصلاح کریں۔ اپنی کمزوریوں کو دُور کریں اور روزانہ اپنا محاسبہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص چاہتا ہے کہ صحت و عافیت بھی رہے۔ مال و دولت میں بھی ترقی ہو اور ہر طرح کے عیش وعشرت کے سامان اور مالی و جانی آرام بھی ہو، کوئی ابتلاء بھی پیش نہ آوے پھر یہ کہ خدا بھی راضی ہو جائے وہ ابلہ ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جن لوگوں پر خدا راضی ہوا وہ طرح طرح کے امتحانوں میں ڈالے گئے اور مختلف قسم کے مصائب اور شدائد سے ان کا سامنا ہوا"

ایک دفعہ ایک شخص حضرت ابو بکرؓ کو آنحضور ﷺ کی موجودگی میں بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ چپ رہے اور حضورؐ بیٹھے مسکراتے رہے اور تعجب کرتے رہے جب اس شخص نے گالیاں دینے میں حد کر دی تو ابو بکرؓ نے بھی جواباً کچھ الفاظ کہے۔ جس پر حضورؐ ناراضگی کے انداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل پڑے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ حضورؐ! جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا تو آپؐ سنتے رہے اور جب میں نے جواب دیا تو آپؐ چلے آئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! جب تک تم خاموش رہے فرشتے تمہاری طرف سے جواب دے رہے تھے لیکن جب تم نے جواب دیا تو فرشتے جگہ چھوڑ گئے اور شیطان آ گیا۔ پھر میں اس جگہ پر کیسے بیٹھ سکتا تھا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 796)

پس آج بھی فرشتے ہماری طرف سے جواب دے رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات جمعہ میں احباب کو دعاؤں کی طرف بلا رہے ہیں آپ خطبہ جمعہ 21 اگست 2020ء میں فرماتے ہیں:

"آج کل مخالفت پاکستان میں پھر زوروں پر ہے بلکہ ممبران اسمبلی بھی جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کر کے عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ غلط طور پر ان لوگوں کی غلط حرکات کو پیش کیا جاتا ہے جن کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور پھر پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ احمدی تھے حالانکہ ان کا ان حرکت کرنے والوں کا جماعت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسی طرح آجکل سستی شہرت کے لئے ہر گھسا پٹا انسان جو ہے وہ یوٹیوب پر جماعت کے خلاف اپنے پروگرام بنا کر اور

غلط باتیں منسوب کر کے سمجھتا ہے کہ میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں حالانکہ نیک نیت نہیں ہیں وہ لوگ صرف اپنی سستی شہرت چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شریروں کے شران پر الٹائے۔ ان دنوں میں خاص طور پر پاکستان کی جماعت کو بھی دنیا میں بھی دعائیں ہمیں بہت زیادہ کرنی چاہئیں۔

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

ترجمہ: اے میرے رب! ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے رب! پس تو میری حفاظت فرما اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُكَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ بہت پڑھیں۔

ترجمہ نمبر 1۔: اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔

ترجمہ نمبر 2۔: اے اللہ! تو ہی ان پر ایسا وار کر جس سے ان کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور ہم ان کی شرارتوں سے بچ جائیں۔

(خطبہ جمعہ 30 مئی 2014ء)

سال نو کے آغاز پر اسی مضمون کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ نے درج ذیل دو دُعاؤں کی طرف بھی توجہ دلائی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ

(آل عمران: 9)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔ پھر یہ بھی دعا پڑھیں

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ

(آل عمران: 148)

کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

(خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2021ء)

درود شریف بہت پڑھیں

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محفوظ رکھے ان شریروں کے شر سے۔ جوں جوں یہ دشمنی بڑھ رہی ہے توں توں ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہئے۔''

روزنامہ الفضل ہر سال دسمبر کے مہینے میں کسی نہ کسی موضوع پر سالانہ نمبر نکالتی رہی ہے۔ 2016ء کو ''صبر و استقامت'' کے عنوان پر نمبر تیار ہو رہا تھا کہ حکومت کی پابندی کی وجہ سے شائع نہ ہوسکا۔ مگر حضور نے اس کے لئے ایک پیغام بھجوایا جس میں آپ نے تحریر فرمایا:

''دین کی خاطر صبر اور استقامت دکھانا بہت ہی بابرکت کام ہے۔ اور آج یہ وصف اللہ تعالی نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔ سب دنیا جانتی ہے کہ احمدی کس قدر سختیاں محض للہ برداشت کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ جب کوئی احمدی ہوتا ہے تو عزیز و اقارب اور دوست تعلقات منقطع کر لیتے ہیں۔ ماحول میں نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ معاشرتی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ ہر طرح سے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ ملکی قوانین بھی ایسے ہیں جس میں اختلاف عقیدہ کی بناء پر ان سے اپنے ہی ملک میں امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا جاتا ہے اور کئی بے گناہ احمدی ابھی بھی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اب تک کون سا ظلم ہے جو احمدیوں پر ڈھایا نہیں گیا۔ جائیدادیں چھینی گئیں۔ آگیں لگائی گئیں۔ کاروبار لوٹے گئے۔ مارا پیٹا گیا یہاں تک کہ کتنے ہی احمدی اپنے دین اور عقائد کی حفاظت کرتے ہوئے راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ ایسے لوگ آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں۔

یہ واقعات انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی جن میں سے نمایاں طور پر 2010ء کا وہ دکھ بھرا واقعہ ہے جب لاہور میں دو مقامات پر احمدیوں کو عین عبادت کرتے ہوئے بڑی بے دردی کے ساتھ جان سے مار دیا گیا۔ مگر اس مشکل وقت میں بھی وہاں پر موجود ہر احمدی کوہ وقار بن کر صبر و استقامت کا نہایت شاندار نمونہ پیش کرتا رہا۔ اس وقت ان میں سے کوئی درود شریف کا ورد کر رہا تھا تو کوئی کلمہ پڑھ رہا تھا اور کوئی اپنے ساتھی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف تھا۔ وہ ذرا بھر بھی ڈگمگائے نہیں اور نہ ہی ان کے قدموں میں کوئی لغزش آئی بلکہ وہ احمدیت پر اپنے ایمان کو سچا ثابت کرتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہی وہ صبر و استقامت ہے جو خدا کے فضل سے سب دنیا میں جماعت کو کامیابیوں اور ترقیات سے ہمکنار کر رہا ہے۔ پس اے خدا کی خاطر دکھ سہنے والے وفا شعار احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ تم اس آسمانی نظام خلافت کے ساتھ منسلک ہو جس سے وابستگی کے نتیجے میں اللہ نے تمکنت دین اور خوفوں سے امن دلانے کے وعدے فرمائے ہیں۔ تم اپنے آپ کو اکیلا مت سمجھو۔ خلیفہ وقت کی دعائیں ہر دم آپ کے ساتھ ہیں۔ عرش کا خدا آپ کی قربانیوں کو ہر گز ضائع نہیں کرے گا اور وہ دن ضرور طلوع ہو گا جب آپ امن وسکون کے ساتھ اور مذہبی آزادی کے ماحول میں اپنے دین پر عمل کرسکیں گے۔''

استغاثہ اللہ تعالیٰ پر ہے

جہلم سے کرم دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک مقدمہ دائر کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''اب یہ ان لوگوں کی طرف سے ابتداء ہے کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ ان کے مقابلہ میں کیا کیا تدابیر اختیار کرے گا۔ یہ استغاثہ ہم پر نہیں اللہ تعالیٰ پر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مقدمات کر کے تھکانا چاہتے ہیں۔ الہام اِنَّ اللّٰہَ مَعَ عِبَادِہٖ یُوَاسِیۡكَ اسی کے متعلق اجتہادی طور پر معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی الہام سَاُکۡرِمُكَ اِکۡرَامًا عَجَبًا سے معلوم ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 61-62)

(ابو سعید)

اطفال کارنر

تقریر

حضرت محمدؐ کا جانوروں سے حسن سلوک

آج اس ہستی کی سیرت مبارکہ کے ایک پہلو ''جانوروں سے حسن سلوک'' کا تذکرہ کرنا مقصود ہے جو سراپا رحمت اور حسن سلوک کی اعلیٰ مثال تھا اور لامحالہ بے مثال تھا اور جو کامل تھا ہر ایک پہلو سے اور اُس کا ہر انداز نرالہ اور قابلِ تقلید تھا اِسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب: 22) یقیناً تمہارے لیے اللہ کے اس عظیم رسول میں ایک کامل اسوہ حسنہ ہے۔ اور آپ کی سیرت بیان کرتے ہوئے اکثر یہ شعر ذہن میں آجاتا ہے کہ

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا، تیری شناسائی کا

آپؐ نوع انسان، حیوان، چرند پرند، نباتات اور حشرات الارض سب کے لیے بطور رحمت تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے ایک سفر میں پڑاؤ کیا۔ ایک شخص نے جا کر ایک چڑیا کے گھونسلے سے انڈے نکال لئے۔ وہ چڑیا آ کر رسول کریمؐ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سر پر منڈلانے لگی۔ نبی کریمؐ کی نظر اس پر پڑی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس پرندہ کو کس نے دکھ پہنچایا ہے۔ ایک شخص نے کہا ''حضور میں نے اس کے انڈے اٹھائے ہیں'' رسول کریمؐ نے فرمایا ''جاؤ! اس کے انڈے واپس اس کے گھونسلے میں رکھ دو''

آپ نے شکاری پرندے نیز چیونٹی، شہد کی مکھی اور ہدہد کو مارنے سے منع فرمایا۔ حشرات الارض پر رحمت کا اندازہ اس روایت سے بھی ہوتا ہے کہ آپؐ نے گھروں میں رہنے والے سفید رنگ کے چھوٹے بے ضرر سانپوں کو مارنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

اسی رحمت دوجہاں کو دیکھ کر حیوان بھی اپنے دُکھوں کا مداوا کروانے کے لیے بِلبِلاتے ہیں۔ ایک صحابی کی اونٹنی آپ کو دیکھ کر بِلبِلانے لگی۔ آپؐ نے اس صحابی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ ''تم اپنی اونٹنی کا خیال نہیں رکھتے۔ جو یہ مجھ سے شکایت کر رہی ہے اس کا خیال رکھا کرو اور وقت پر چارہ اور پانی ڈالا کرو۔'' آنحضرتؐ کی رحمت کی گواہی لینی ہے تو اس فاختہ سے بھی جا کر لو جس کے بچوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک سفر کے دوران اٹھا لیا اور فاختہ بھی فریاد لے کر آپؐ کے سر پر منڈلانے لگی۔ آپؐ نے فوراً اس کی فریاد کو سمجھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ فوراً اس کے بچوں کو واپس رکھو۔ کیا کسی کی رحمت اتنی پھیلی کہ ہر ذی روح نے اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ نہیں نہیں یہ ہمارے آقا ہی تھے جو رحمۃ للعالمین تھے۔

الغرض رسول کریمؐ جانوروں سے بھی نہایت رحم اور شفقت کا سلوک فرماتے اور ہمیں بھی یہی تعلیم دی کہ جانداروں پر ظلم اور زیادتی ہرگز نہ کرو ان سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ آج ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم بھی حسن سلوک میں آپؐ کی پیروی کریں۔

زہے خُلقِ کامل زہے حُسنِ تام
علیك الصّلوۃ علیك السّلام

(فرخ شاد)

ابن ایف آر بسمل

بشاشت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک وصف اور تحریک

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

(البقرہ: 84)

فرمایا: ’’ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ مظلومانہ زندگی کو بشاشت کے ساتھ قبول کرے‘‘ (خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ 562) ایک اور موقع پر فرمایا ’’دوستوں کو ہر ایک سے مسکراتے چہرے کے ساتھ ملنا چاہئے‘‘

(خطابات ناصر جلد اول صفحہ 585)

ایک صحافی کی روایت

جب یہ عاجز آپ کی سیرت و سوانح پر کام کر رہا تھا تو اتفاقاً ایک مشہور جرنلسٹ سلطان ایف حسین صاحب سے تعارف ہوا وہ آپ کے ساتھ لاہور کے زمانے میں سیکرٹری پنجاب بیڈمنٹن رہے ہیں جب کہ آپ صدر تھے انہوں نے بتایا کہ آپ بہت خوش مزاج، اعلیٰ تعلیم یافتہ، آکسفورڈ کے گریجوایٹ تھے بڑی قدر کرنے والے اور عزت دینے والے وجود تھے اور بے ساختہ بولے ان کا نورانی چہرہ ان کی شخصیت کا سب سے روشن پہلو تھا۔

سنت نبوی

فرمایا: ’’حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے آپ کو دیکھنے والا ہر شخص آپ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت کے آثار مشاہدہ کیا کرتا تھا گویا مسکراہٹ سنت نبوی ہے

اس واسطے میں نے پہلے بھی متعدد بار کہا ہے کہ مجھے بھی اور مجھ سے پہلوں کو بھی بڑے مصائب اور پریشانیوں میں سے گزرنا پڑ رہا ہے مگر ہماری مسکراہٹ کوئی نہیں چھین سکا۔ لوگ جانتے بوجھتے یا ناسمجھی کی وجہ سے اس جماعت کو دکھ پہنچاتے ہیں جس پر اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری ہے مگر یہ تمام دکھ اور تکلیفیں ہماری مسکراہٹوں کو ہم سے نہیں چھین سکے اس لئے ہم تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور آپ کے اسوہ حسنہ میں اپنی زندگی اور زندگی کے حسن کو دیکھتے اور پاتے ہیں‘‘

(خطبہ جمعہ 22 دسمبر 1972ء)

مسکراتے ہوئے گرفتاری پیش کرنا

1953ء کے فسادات میں آپ کی رہائش رتن باغ لاہور میں تھی اور آپ تعلیم الاسلام کالج لاہور کے پرنسپل تھے ایک سازش کے تحت حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور آپ کو گرفتار کرنے کا منصوبہ بنایا گیا آپ کی بڑی بیٹی صاحبزادی امۃ الشکور مرحومہ.. کا بیان ہے کہ جب فوجی آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا میں کپڑے بدل لوں تو چلتا ہوں .. میں، حلمی (چھوٹی بہن امۃ الحلیم) اور میرے بھائی انس اور چھوٹا بھائی فرید، ہم ایک لائن میں کھڑے تھے آنکھوں سے آنسو، دل کی عجیب حالت ہمارے پاس آئے سب کو ملے پھر میرے چہرے پر تھپکی دے کر بولے ’’مسکراؤ، مسکراؤ‘‘ وہ پہلا سبق تھا جو مشکل وقت میں مسکرانے کا ابا نے دیا آپ بھی مسکرا رہے تھے ہمیں بھی مسکرانے کا کہہ رہے تھے‘‘

(ماہنامہ مصباح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر)

1973ء کا ماحول

1953ء کے دس سال بعد جماعت کو حکومت سے غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی پیش بندی ہو چکی تھی پہلے آزاز کشمیر کی اسمبلی میں قرار داد لانے کی کوشش کی گئی اور ملک میں ماحول بہت Tense ہو گیا ان حالات میں ایک موقع پر آپ نے فرمایا ’’دنیا تیوریاں چڑھا کے اور سرخ آنکھیں کر کے تمہاری طرف دیکھ رہی ہے تم مسکراتے چہرے سے دنیا کو دیکھو‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ 1973ء)

1974ء کے فسادات

احمدیوں کی ایذا رسانی، لوٹ مار، بائیکاٹ، اور ہر طرف جلوس اور گالی گلوچ ہو رہی تھی حتی کہ احمدیوں کے ناٹ مسلم ہونے کی legislation ہو گئی اس سنگین صورت حال کے وقت جو لوگ سخت اذیت اٹھا کر آپ کو ملنے آتے تھے اس سلسلہ میں فرمایا. ’’انسانی نفس کا یہ خاصہ ہے کہ وہ بعض دفعہ مشکلات کے وقت گھبرا جاتا ہے اس لئے بعض چہروں پر کچھ گھبراہٹ اور پریشانی بھی نظر آتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ دو تین سو یا چار پانچ سو احمدی احباب جن سے میں ان دنوں روزانہ اجتمائی ملاقات کیا کرتا تھا جب وہ میری مجلس سے اٹھتے تھے تو ان کے چہروں پر بشاشت کھیل رہی ہوتی تھی اور وہ چھلانگیں مارتے واپس چلے جاتے تھے‘‘

(خطاب 26 دسمبر 1974ء)

مسکراہٹ کا منبع اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا پیار ہے

فرمایا ’’ہمیں گالی دینا اسی طرح فیشن بن گیا ہے جس طرح ہماری عورتوں میں لپ سٹک لگانا فیشن ہے

.... کفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں لیکن 80 سالہ گالیوں اور کفر کے فتووں نے ہمارے چہرے کی مسکراہٹیں نہیں چھینیں اس واسطے کہ مسکراہٹ کا اصل منبع اور سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا پیار ہے جس کو وہ پیار حاصل ہو اس کے چہرے سے مسکراہٹ کون چھین سکتا ہے یہ ناممکن بات ہے‘‘

(خطابات ناصر جلد اول صفحہ 493)

بشاشت کی بنیاد علم ہے

فرمایا ’’اے میرے بچو اور جوانو! کہ ہر کام کے لئے بشاشت کی بنیاد علم ہے علم کی وجہ سے بشاشت پیدا ہوتی ہے اگر آپ کو یہ پتہ ہی نہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کس پیار سے مہدی کا ذکر کیا تو آپکے دل میں بشاشت نہیں پیدا ہو گی لیکن اگر آپ کا ذہن اگر کسی صبح جب خالی الذہن ہوں آپ یہ سوچیں کہ کتنا پیار کیا ہے محمد نے اپنے بیٹے مہدی سے کہ ان الفاظ میں اس پیار کا اظہار کیا اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا آیَتَیْنِ

(سنن دارلقطنی کتاب العیدین باب صفة ےطجصلاۃ الخسوف والکسوف)

کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان خدا نے مقرر کئے ہیں اور اس پیار میں ساتھ یہ کہا کہ خدا کو بھی وہ پیارا ہے اور کہا کہ جب سے دنیا بنی اور رہتی دنیا تک کسی اور مدعی کے لئے یہ نشان اس کی صداقت کا مقرر نہیں کیا گیا مہدی منفرد ہے اس نشان کے اندر‘‘

(خطابات ناصر جلد دوم صفحہ 377)

ہمارا زمانہ خوش رہنے، مسکراتے رہنے اور خوشی سے اچھلنے کا زمانہ ہے:

’’... مجھے خیال اس لئے آیا کہ بعض چہروں پر میں نے مسکراہٹ نہیں دیکھی ہمارے تو ہنسنے کے دن ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فتح اور غلبہ کی جسے بشارت ملی ہو وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو دیکھ کر دل گرفتہ نہیں ہوا کرتا اور جو دروازے ہمارے لئے کھولے گئے ہیں وہ آسمانوں کے دروازے ہیں‘‘

(خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ 575)

ارشاد حضرت مسیح موعودؑ

فرمایا ’’ایسا ہی جب ہم تکلف سے ہنسنا شروع کریں تو دل میں ایک انبساط پیدا ہو جاتا ہے‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت...... از صفحہ 1

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، جب انتہائی کمزور حالت تھی۔ اور بدر سے پہلے ایک مقام پر ایک شخص حاضر ہوا اور شجاعت اور بہادری میں اس کی بہت شہرت تھی۔ صحابہؓ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں اس شرط پر آپ کے ساتھ لڑائی میں شامل ہونے آیا ہوں کہ مال غنیمت سے مجھے بھی حصہ دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر تم جا سکتے ہو۔ میں کسی مشرک سے مدد نہیں لینا چاہتا۔ کچھ دیر بعد اس نے حاضر ہو کر پھر یہی درخواست کی۔ تو آپ نے وہی جواب دیا، وہ تیسری دفعہ آیا اور عرض کیا کہ مجھے بھی لشکر میں شریک کر لیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہو۔ اس دفعہ اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے، ہمارے ساتھ چلو۔

(مسلم کتاب الجھاد باب کراھة الاستعانة فی الغزو بکافر... حدیث نمبر 4700)

اگر کوئی دنیادار ہوتا تو کہتا کہ مدد مل رہی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ لیکن آپؐ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ کسی مشرک سے اللہ تعالیٰ کے نام پر لڑی جانے والی جنگ میں مدد لی جائے۔

(خطبہ جمعہ 4/ فروری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فیصل مظفر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے پہلی ملاقات

15/ اگست 2019ء

31 جولائی 2019ء کو خاکسار دوپہر 12 بجے لندن پہنچا اور اگلے دن یکم اگست 2019ء کو جب خاکسار دفتر ملاقات اسلام آباد میں حضور انور سے ملاقات کا وقت لینے کے لئے حاضر ہوا تو حضرت صاحب کی مصروفیت کی وجہ سے قریب ترین 15 اگست 2019ء کو شام 5 بجے کا وقت ملا۔ اُسی دن دوپہر کو مکرم ومحترم ظہیر احمد خان صاحب استاذ جامعہ احمدیہ یوکے کی طرف سے جلسہ سالانہ یوکے میں شریک ہونے والے واقفین زندگی مہمانان کی پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ بالخصوص حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جو کپڑے خاکسار نے تیار کروائے تھے ان کو گاڑی میں ساتھ رکھ کر اور ان کے علاوہ کچھ سامان جس میں 2 تحائف، ایک شہد کی شیشی، کچھ دوستوں کے خطوط، مکرم محمد افضال صاحب کی تصویر جو انہوں نے مکرم ومحترم مولانا میر محمود احمد ناصر صاحب سے جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے موقع پر سند لیتے ہوئے بنوائی تھی اور اس پر حضور انور کے دستخط کروانے کے لئے خاکسار کو دی تھی اور چند انگوٹھیاں جو مکرم محمد عدیل فیصل صاحب، مکرم فرید احمد بٹ صاحب، مکرم سیف الرحمٰن صاحب، عزیزم سمیر احمد صاحب نے خاکسار کو متبرک کروانے کے لئے دی تھیں، شامل تھیں۔

یہ سب سامان لے کر خاکسار اپنے خالو جان مکرم نوید احمد صاحب اور دو اور مہمانان کے ساتھ 15 اگست 2019ء کو 12 بجے گھر سے نکل کر ایک بجے کے قریب اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

شام 5 بجے دعوت سے فارغ ہو کر خاکسار نے محترم ظہیر خان صاحب کے گھر میں ہی ہاتھ منہ دھو کر وہ کپڑے زیبِ تن کیے جو خاکسار حضرت صاحب سے ملاقات کے لئے گھر سے ساتھ لے کے آیا تھا اور مکمل تیاری کر کے خاکسار ان کے گھر سے اسلام آباد کی طرف روانہ ہوا جو وہاں سے صرف 10 منٹ کی مسافت پر تھا۔

اسلام آباد پہنچنے سے پہلے ان 10 منٹ میں ہزاروں خیالات خاکسار کے دماغ میں آئے اور گئے۔ عجیب سے ڈر اور خوشی کے ملے جلے احساسات کے ساتھ خاکسار اسلام آباد پہنچا۔ اس وقت جو سب سے زیادہ خیال اور ڈر خاکسار پر غالب تھا وہ خاکسار کی بازو پر لگی ہوئی چوٹ تھی کہ اگر حضور نے میرا ہاتھ دیکھ لیا اور میرے سے اس کے بارے میں پوچھ لیا تو میں کیا جواب دوں گا، حضور کو برا لگے گا، حضور سے ڈانٹ پڑے گی، یا حضور ہمیشہ کے لئے میرے پہ موٹر سائیکل چلانے پر پابندی لگا دیں گے، مجھے بازو دکھانی چاہیے یا چھپا لینی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔

اسلام آباد پہنچ کر خاکسار اس مارکی میں پہنچا جہاں خاکسار سے پہلے بہت سے پروانے اپنی شمع کو دیکھنے کے لئے بے تاب بیٹھے تھے۔ خاکسار نے بھی وہاں جا کر اپنا اندراج کروایا اور وہاں پہنچ کر علم ہوا کے خاکسار کا 32واں نمبر ہے۔ چونکہ پہلے فیملیز کی ملاقات ہوتی ہے اور اس کے بعد حضور فرداً فرداً ملاقاتیں فرماتے ہیں۔ اس لئے فیملیز کے بعد ہی خاکسار کی باری تھی۔ خاکسار وہاں اپنے کوائف کا اندراج کروا کر انتظار میں بیٹھ گیا اور مسلسل دعاؤں میں مشغول رہا۔

بہر حال جیسے تیسے کر کے خاکسار کا نام پکارا گیا اور خاکسار جلدی سے آگے بڑھا۔سب سے پہلے انتظامیہ نے دفتر سے باہر Hand Sanitizer سے ہاتھ صاف کروائے اس کے بعد پرائیوٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر کے باہر کرسیوں پر بٹھادیا۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد اگلے مرحلہ میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر کے اندر لگائی گئی کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ پھر تھوڑا اور انتظار کرنے کے بعد حضور انور کے دفتر کے بالکل باہر لگائی گئی کرسیوں پر بٹھا دیا گیا جس کا مطلب تھا کے اب اگلا نمبر ملاقات کا میرا تھا۔

خاکسار عجیب سی بے چینی کی حالت میں بیٹھا تھا کہ اچانک خاکسار کا نام پکارا گیا اور خاکسار جلدی سے اٹھ کر اس کمرہ کے دروازے میں داخل ہوا جہاں بالکل سامنے اللہ تعالیٰ کا پیارا اور محبوب خلیفہ رونق افروز تھا۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی پیارے آقا اپنی کرسی سے کھڑے ہو گئے اور مصافحہ فرما کے بیٹھنے کا حکم دیا۔ خاکسار حضور انور کے سامنے لگی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔حضور انور کا چہرہ بے انتہا پُرنور اور پرکشش تھا جس کا ٹی-وی پر دیکھ کر گمان بھی بالکل نہیں کیا جاسکتا اور یہ لذت صرف وہی محسوس کرسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیفہ کا روبرو دیدار کرنے کا شرف حاصل ہوا ہو۔ پیارے حضور سے ملاقات سے پہلے خاکسار نے مختلف لوگوں سے سن رکھا تھا کہ حضور انور کے چہرۂ پرنور کی طرف مسلسل دیکھنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میرا خیال اس کے برعکس ہے کہ حضور کے پُرنور اور خوبصورت چہرہ سے نظر ہٹانا بہت مشکل ہے۔

بہر حال سب سے پہلے حضور انور نے تعارف لیا کہ کون ہو، کہاں سے ہو، کیا کرتے ہو، دادا اور والد صاحب کا تعارف ہوا۔ اس کے بعد ہونے والے سوالات اور ان کے جوابات درج ذیل ہیں۔

پیارے حضور: شادی ہو گئی ہے؟

خاکسار: پیارے حضور آپ نے 5 تاریخ کو نکاح پڑھایا ہے۔

پیارے حضور: اچھا تو نکاح ہو گیا ہے؟

خاکسار: جی پیارے حضور۔

پیارے حضور: تو ٹھیک ہے، جا کر شادی کرو۔

خاکسار: جی پیارے حضور۔

پیارے حضور: اور پھر کیا فرماتے ہو؟

خاکسار: پیارے حضور دعا کی درخواست ہے۔

پیارے حضور: کس کے لئے؟

خاکسار: حضور والدہ کے لئے۔

پیارے حضور: کیا ہوا ہے والدہ کو؟

خاکسار: حضور ان کو پٹھوں اور مہروں کی تکلیف ہے۔

پیارے حضور: چلو اللہ فضل فرمائے گا آجاؤ تصویر بنوا لو۔

خاکسار جلدی سے کرسی سے اٹھا اور حضور کے پاس گیا تو یاد آیا کہ کچھ دوستوں نے چند انگوٹھیاں متبرک کروانے کے لئے دی تھیں۔تو خاکسار نے جلدی سے وہ انگوٹھیاں نکالیں اور اپنے ہاتھ سے بھی انگوٹھی نکال کر حضور انور کی ہتھیلی میں رکھیں اور حضور نے وہ لے کر مسلنا شروع کیں۔ اسی لمحہ حضور انور کی نظر خاکسار کے ہاتھ پر پڑ گئی اور حضور نے دریافت فرمالیا کہ:

پیارے حضور: یہ کیا ہوا ہے؟

خاکسار: حضور چوٹ لگی تھی۔

پیارے حضور: کیسے؟

خاکسار: حضور بائک سے گرا تھا۔

پیارے حضور: کس کی اجازت سے چلا رہے تھے؟

خاکسار: حضور کسی کی بھی نہیں۔

پیارے حضور: کیوں چلا رہے تھے؟

خاکسار: حضور غلطی ہو گئی۔

پیارے حضور: (حضور مسکرائے اور انگوٹھیاں واپس کرتے ہوئے فرمایا) اچھا چلو تصویر بنوا لو۔

حضور انور نے خاکسار کا ہاتھ تھام کر تصویر بنوائی (جب خاکسار نے بعد میں تصویر دیکھی تو حضور انور نے شفقت اور دعائیں کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے خاکسار سے مصافحہ کیا اور دوسرا ہاتھ خاکسار کی اس بازو پر رکھا ہوا تھا جس پر خاکسار کو چوٹ لگی تھی)۔

پیارے حضور: چلو ''اللہ حافظ''

اسی لمحہ خاکسار کو پریشانی لاحق ہوئی حضور نے خود سے ہی اللہ حافظ کہہ دیا ہے اور میرے پاس تو اتنا سامان ہے جو میں نے ابھی حضور کی خدمت میں پیش کرنا تھا۔ لیکن حضور کے اللہ حافظ کہنے کے بعد مزید کوئی بات کرنی خاکسار کو بے ادبی معلوم ہوئی اور اسی پریشانی کے عالم میں لفافے کو اٹھا کر خاکسار باہر آنے لگا تو حضور انور نے خاکسار کے ہاتھ میں وہ لفافہ دیکھ لیا اور شاید میری پریشانی کو پیارے آقا نے میرے چہرے سے بھانپ بھی لیا اور فرمایا:

پیارے حضور: اس میں کیا ہے۔

خاکسار: حضور اس میں آپ کے لئے تحائف ہیں۔

پیارے حضور: (حضور نے تبسم فرمایا اور بطور مزاح فرمایا) میں نے اتنے تحائف کیا کرنے ہیں؟

(اسی لمحے خاکسار نے اس لفافے میں سے ایک تحفہ نکالا جس میں ایک عطر تھا اور مکرم کامران لطیف صاحب مربی سلسلہ نے اپنے پیارے آقا کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے دیا تھا وہ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی) حضور یہ خاکسار کے ایک دوست نے آپ کے لئے پاکستان سے بھیجا ہے۔

خاکسار: (حضور نے میرے ہاتھ سے وہ تحفہ لے

بقیہ صفحہ 9 پر

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل برکینا فاسو

برکینا فاسو کے ریجن بوبو جلاسو میں دو مساجد کا افتتاح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی ترقی اور توحید کے قیام کے لیے مساجد کی تعمیر کو بہت اہمیت دی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

”جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 119 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

پس اسی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے برکینا فاسو میں بھی ہر سال کئی مساجد تعمیر کی جاتی ہیں جس سے اسلام احمدیت کی بنیاد مضبوطی سے قائم ہوتی چلی جارہی ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ریجن بوبو جلاسو میں اس سال دو مساجد تعمیر کی گئیں۔

مسجد سونگلوڈاگا Soungalodaga کا افتتاح

بوبو جلاسو سے پچاس کلومیٹر دور ایک گاؤں سونگلوڈاگا Soungalodaga میں جماعت احمدیت کا قیام 2004ء میں ہوا۔ چنانچہ 2 فروری 2020ء میں مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل

التبشیر لندن اس گاؤں میں دورہ پر تشریف لائے تو ہدایت فرمائی کہ اس گاؤں میں مسجد تعمیر کی جائے۔ چنانچہ اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے 24 جولائی 2021ء بروز جمعہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سنگ بنیاد کے لیے مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو تشریف لائے۔ پہلی اینٹ رکھنے کے بعد حسن جنگانی صاحب ریجنل مشنری بوبو جلاسو نے اینٹ رکھنے کی توفیق پائی۔ بعد ازاں مائیگا زکریا صاحب ریجنل صدر بوبو جلاسو، سانو موسیٰ صاحب صدر جماعت سونگلوڈاگا، سیتی قاسم صاحب چیف، اور اطفال میں کظیم احمد اور چند دیگر عزیز نے سنگ بنیاد کی اینٹیں رکھنے کی توفیق پائی۔ اس مسجد کی تعمیر مکرم نور ثاقب صاحب انجینئر کی زیر نگرانی کی گئی۔ مسجد کی تعمیر کے دوران خدام الاحمدیہ نے وقار عمل کے ذریعہ ریت، مٹی اور پتھر وغیرہ کا انتظام کیا اور مزدور بن کر مسجد کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالا۔ اس مسجد میں 240 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں نیز مسجد کا منارہ 15 میٹر اونچا ہے۔

مسجد کے افتتاح کے لیے مکرم امیر صاحب ایک بڑے وفد کے ساتھ واگہ ڈوگو سے بوبو جلاسو تشریف لائے۔ چنانچہ مسجد کا افتتاح 14 جنوری 2022ء کو کیا گیا۔ اس موقع پر ارد گرد کے گاؤں سے بڑی تعداد میں شرکت کی گئی نیز چیف اور دیگر فرقوں کے افراد بھی شامل ہوئے۔

افتتاح مسجد سورکودنگاں

Sourkoudingan

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے احمدیت کے پیغام کی وجہ سے کئی بت پرست گاؤں بھی اسلام احمدیت کی آغوش میں آتے چلے جارہے ہیں۔ چنانچہ بوبو جلاسو سے تیس کلومیٹر دور ایک گاؤں سورکودنگاں ہے جو کہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ چنانچہ احمدیت کی تبلیغ سے 2021 میں یہ گاؤں اسلام کی آغوش میں آ گیا۔ چنانچہ ان نومبائعین کو اپنے خالق

حقیقی سے جوڑنے کے لیے مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا گیا۔ مسجد کا سنگ بنیاد 3 اگست 2021 کو مکرم امیر صاحب برکینا فاسو نے رکھا۔ مسجد کی تعمیر میں خدام، اطفال، انصار، گاؤں کے دیگر عیسائی افراد اور کچھ بت پرست لوگوں نے بھی مالی قربانی کر کے اور وقار عمل کر کے تعمیر میں حصہ لیا۔ اور ہر کوئی اپنی بھرپور کوشش کرتا رہا کہ ان کے گاؤں کی پہلی مسجد کی تعمیر میں ان کو بھی ہاتھ بٹانے کی توفیق مل جائے۔

مسجد کے افتتاح کے لیے 21 جنوری 2022ء کو مکرم امیر صاحب ایک وفد کے ساتھ شامل ہوئے۔ اس وفد میں نائب امیر صاحب، کونے داؤدا صاحب صدر خدام الاحمدیہ برکینا فاسو، نیشنل سیکرٹری مال ناصر نیمینو صاحب اور ایک لوکل مشنری عبداللہ وودراگو شامل تھے۔ افتتاح کے موقع پر تین سو کے قریب افراد جماعت و غیر احمدی حضرات شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ اس موقع پر لوکل چیف، مجسٹریٹ، علاقائی کونسلر اور عیسائی فرقہ کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔

اس مسجد کا منارہ دس میٹر اونچا ہے اور اس میں 180 افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ مساجد نمازیوں سے ہمیشہ آباد رہیں۔ ان مساجد سے اٹھنے والی ہر اذان کی آواز ارد گرد اپنا نور پھیلاتی رہے اور سعید روحیں اسلام احمدیت کی آغوش میں آتی چلی جائیں۔ آمین

آج کی دعا

رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّکَاذِبٍ

(الحکم جلد 10 نمبر 20 مورخہ 10 جون 1906ء۔ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 411 حاشیہ۔ تذکرہ صفحہ 532 ایڈیشن چہارم)

ترجمہ: اے میرے خدا! صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔

یہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہودؑ بانی سلسلہ احمدیہ کی صادق اور کاذب میں فرق کرنے کی الہامی دعا ہے۔

بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

پھر مئی 1906ء کا الہام ہے (مندرجہ بالا الہام) آجکل مختلف جگہوں پر دنیا میں مسلمان ملکوں میں مُلّاں بھی بڑا تیز ہوا ہوا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایسے نازیبا اور گھٹیا الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ ان کو سن کر سینہ چھلنی ہو جاتا ہے۔ یہ دعا بہت کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یا تو ان کو عقل دے یا پھر ایسا واضح فرق دکھلائے اور ان کو اپنے انجام تک پہنچائے کہ جو دوسروں کے لئے بھی عبرت بن جائیں۔

(خطبہ جمعہ 13 اکتوبر 2006ء، خطبات مسرور جلد 4 صفحہ: 524)

اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
اے مرے پیارے فِدا ہو تجھ پہ ہر ذرہ مرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار
دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

مرسلہ: مریم رحمٰن

مرسلہ: منور علی شاہد۔ جرمنی

اقبال ہائیڈل برگ میں

اگست 2020 میں جرمنی کے مہنگے ترین، رومان پرور اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کی اتالیق ’’ایما‘‘ کے شہر ہائیڈل برگ جانے کا اتفاق ہوا اور دوپہر تک یادگاروں پر گھومتے ہوئے تصور چشم میں مفکر پاکستان کو دیکھتا رہا، اور سوچتا رہا۔ میرے میزبان پاکستان نژاد ممبر سٹی پارلیمنٹ ہائیڈل برگ تھے، ان کی پاکستان جرمن مابین کلچرل تعاون کی کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ اقبال کی یادگاروں کے محفوظ کرنے کے حوالے سے خصوصی کاوشیں کر رہے ہیں۔ مختلف عالمی نشریاتی ادارے بھی اقبال اور ہائیڈل برگ تعلق بارے بہت کچھ لکھ چکے ہیں لیکن اس کے باجود مزید تشنگی باقی ہے اور نئی تحقیق کی ضرورت ہے۔

شاعر مشرق کی ’’مغرب‘‘ میں اپنی اتالیق سے عشق کی ابتداء دریائے نیکر کے سرسبز و شاداب کنارے کے سحر انگیز اور رومان پرور ماحول میں ہوئی تھی۔ نیلی آنکھوں اور کالے گیسوؤں والی 28 سالہ جرمن دوشیزہ ایما کی محبت گو پروان نہ چڑھ سکی تھی لیکن یہ نامکمل تعلق اپنے پیچھے بہت کچھ چھوڑ گیا تھا ان میں اقبال کے خطوط خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن میں ہمیں وہ اقبال ملتا ہے جو پاکستان میں متعارف کرائے گئے اقبال سے بالکل ہی مختلف ہے، ان خطوط میں اقبال نے اپنی ذہنی کیفیت کا کھل کر اظہار خیال کیا تھا اور ایما کے لئے اپنے پرخلوص جذبات بیان کئے تھے، بدقسمتی سے دونوں کے بھائیوں نے ’’ظالم سماج‘‘ کا کردار ادا کیا تھا جن کی وجہ سے ’’مشرق و مغرب‘‘ کی محبت پروان نہیں چڑھ سکی تھی۔ مختلف تحریروں میں لکھے ہوئے حالات و واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خود ایما بھی اقبال سے نہ صرف متاثر تھیں بلکہ ان سے شادی کی خواہاں تھیں لیکن ایما کے بڑے بھائی نے ان کو ہندوستان جانے کی اجازت نہیں دی، حالانکہ وہ بالغ اور باشعور سلجھی خاتون تھیں اور اپنے فیصلہ میں آزاد تھیں لیکن پھر بھی خاندان کے فیصلے کو ترجیح دی۔ عظیم مفکر اور شاعر محمد اقبال 1907 میں ہائیڈل برگ میں جس مکان میں قیام پذیر تھے وہ دریائے نیکر کے کنارے سڑک کی دوسری طرف واقع ہے۔ اقبال اسی گھر سے نکل کر سڑک کی دوسری طرف دریائے نیکر کے کنارے بیٹھا کرتے تھے اور وہیں پر ’’نیلی آنکھوں اور سیاہ بالوں والی 28 سالہ جرمن دوشیزہ ایما‘‘ سے ملاقات ہوئی تھی۔ دریا کا یہ کنارا اس قدر خوبصورت، رومان پرور اور سحر انگیز ہے کہ گہرے سیاہ بادلوں کے موسم میں ہر جرمن دوشیزہ وہاں جنت کی حور کی مانند ہی لگتی ہے، 1907 میں اقبال اس وقت تیس برس کے لگ بھگ تھے اور نہ صرف شادی شدہ بلکہ دو بچوں کے باپ بھی تھے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی اس رہائش گاہ کو شہر کی پارلیمنٹ 1969 میں ایک یادگار ورثہ قرار دے چکی ہے، مفکر پاکستان نے انہی رومان پرور کناروں پر بیٹھ کر اک نظم ’’ایک شام‘‘ (دریائے نیکر، ہائیڈل برگ کے کنارے) لکھی تھی جس کا جرمن زبان میں ترجمہ کر کے اس کو یادگاری کتبے پر لکھ کر وہیں نصب کیا گیا ہے، نظم کے اشعار کچھ یوں ہیں کہ

خاموش ہے چاندنی قمر کی
شاخیں ہیں خاموش ہر شجر کی
وادی کی نوا خاموش،
کہسار کی سبز پوش خاموش
فطرت بے ہوش ہو گئی ہے
آغوش میں شب کے سوگئی ہے
کچھ ایسا سکوت کا فسوں ہے
نیکر کا خرام بھی سکوں ہے
اے دل، تو بھی خاموش ہوجا
آغوش میں غم کو لے کے سوجا

اس کے قریب ہی کی معروف شہر کو اقبال کے نام سے منسوب کر کے اقبال کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے، یہ اقبال اوفر کے نام سے مشہور ہے۔ دریائے نیکر کے کنارے سے جنم لینے والے مشرق و مغرب کی محبت اقبال کے خطوط آج جرمن و پاک ادب و کلچر میں انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، اقبال کے ان خطوط کی تعداد 27 بتائی جاتی ہے، جو 1907-1914 اور پھر وفات سے قبل 1931-1933 کے عرصہ میں لکھے تھے، ان خطوط میں اقبال نے ہائیڈل برگ سے اپنی والہانہ چاہت کا اظہار کیا تھا۔ ایک خط میں اقبال ایما کو مخاطب ہوتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’’اپنے اس دوست کو مت بھولئے جو آپ کو ہمیشہ اپنے دل میں رکھتا ہے اور جو کبھی آپ کو فراموش نہیں کرسکتا۔ ۔۔۔ ہائیڈل برگ میں میرا قیام ایک خواب لگتا ہے، میں اس خواب کو دہرانا چاہتا ہوں، کیا یہ ممکن ہے؟ آپ خوب جانتی ہیں‘‘۔ ایک اور خط میں اقبال ایما کو لکھتے ہیں ’’مجھے امید ہے کہ آپ کو وہ پرمسرت دن یاد ہونگے جب ہم ایک دوسرے کے بے حد قریب تھے، روحانی طور پر‘‘۔ 1909 میں لاہور سے ایک خط لکھا جس میں اپنی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں کہ ’’میرا جسم یہاں ہے لیکن میرے خیالات جرمنی میں ہیں‘‘۔ اقبال کے ان خطوط سے ہمیں اقبال کی بالکل الگ تھلگ شخصیت ملتی ہے جس کے بارے یہ سوچنا کہ وہ کبھی مفکر پاکستان حکیم الامت بھی بن سکیں گے ناقابل یقین لگتا ہے۔ انہی خطوط میں اقبال نے اپنی پہلی شادی کے بارے بھی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور انتقاما ملک چھوڑنے یا شراب نوشی کے ذریعے خودکشی کی دھمکی آمیز بات بھی لکھی تھی۔ بی بی سی نے ایک تفصیلی رپورٹ میں ہائیڈل برگ اور اقبال کے ان خطوط پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اقبال کے یہ محبت نامے ایک تاریخی ادبی ورثہ ہیں۔ مختلف تحریروں کے مطابق ایما یہ خطوط پاکستان کے آرکائیوز کے سپرد کرنا چاہتی تھیں جو ممکن نہ ہوسکا اور بالآخر 1970 کے اوائل میں اپنی موت سے پہلے یہ سب خطوط پاکستان جرمن فورم کے حوالے کر دیئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اقبال نے اپنی وفات سے پہلے کے آخری سالوں میں جہاں ایما کو خطوط لکھ کر پرانی محبت کو یاد کیا تھا وہیں گول میز کانفرنس لندن کے موقع پر جرمنی جاکر اس سے ملاقات کی کوشش کی بھی کی تھی جو ناکام رہی تھی۔ اقبال کا انتخاب ہائیڈل برگ جرمنی کا علم و عرفان کا شہر ہے جہاں جرمنی کی سب سے پہلی اور قدیم یونیورسٹی موجود ہے جو 1386 میں قائم ہوئی تھی، اس شہر کا ایک اور عالمی اعزاز یہ ہے کہ اس کے 8 باشندوں کو امن کا عالمی نوبل پرائز بھی مل چکا ہے۔ اقبال نے یہاں قیام کے دوران فلسفہ اور اپنی فکر و سوچ کے علاوہ شاعری سے جرمن قوم کو بہت متاثر کیا تھا، ’’اقبال اور ایما‘‘ کی محبت کی ادھوری داستان اب جرمن کلچر کا باقاعدہ حصہ بن چکی ہے۔

ہائیڈل برگ میں علامہ اقبال کی رہائش کی یادگار۔ یادگاری تختی پر ان کے قیام کا عرصہ اور ان کا تعارفی جملہ لکھا ہے

بقیہ: حضور انور کے ساتھ پہلی ملاقات...... از صفحہ 7

کر مجھے واپس بطور تحفہ کے دے دیا۔ خاکسار نے اسے واپس لفافے میں رکھا اور دوسرا تحفہ نکالا اور حضور انور کی خدمت میں پیش کیا اور کہا) حضور یہ میں آپ کے لئے لایا تھا۔

پیارے حضور: اچھا اسے ادھر رکھ دو۔ اور؟

خاکسار: (میں نے شہد کی شیشی نکالی اور عرض کی) حضور یہ متبرک کروانی تھی۔

پیارے حضور: اچھا اسے (لفافے کو) نیچے رکھو اور جلدی سے کھولو اسے۔ (خاکسار نے اسے جلدی میں کھولنے کی کوشش کی تو حضور نے دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا) آرام سے کھولو گرا نہ دینا۔ (خاکسار نے اسے کھولا تو حضور نے اپنی انگلی اس میں لگا کر متبرک فرمایا اور فرمایا اور؟

خاکسار: حضور کچھ خطوط ہیں۔

پیارے حضور: اچھا وہ سیکرٹری صاحب کے دفتر میں دے دو۔ اور؟

خاکسار: (خاکسار نے مکرم محمد افضال صاحب کی تصویر نکالی اور حضور انور کی خدمت میں پیش کی اور عرض کی) حضور یہ تصویر خاکسار کے دوست نے بھیجی ہے حضور کے دستخط کروانے کے لیے۔

پیارے حضور: تو جن کی تصویر ہے ان سے کروائیں دستخط۔

خاکسار: حضور ان سے تو سند لے لی ہے تو آپ دستخط فرما دیں۔

پیارے حضور: (حضور مسکرائے اور فرمایا) تو میر صاحب سے کروائیں دستخط۔ (اور حضور انور نے تصویر لے کر اس پر دستخط فرما دیئے اور فرمایا) اور؟

خاکسار: جزاکم اللّٰہ حضور۔

پیارے حضور: ٹھیک ہے اللہ حافظ۔

خاکسار: اللہ حافظ پیارے حضور۔

خاکسار اسی خوشی کے احساس میں دفتر سے باہر آیا اور جب سب نے دریافت کیا کہ کیسی رہی ملاقات تو مجھے خیال آیا کہ میں اس وقت ایسا محو اور گم سم تھا کہ مجھے کچھ یاد ہی نہیں رہا کہ ملاقات میں کیا کیا باتیں ہوئیں۔ ایک عجیب ہیبت دل پر طاری تھی اور باہر آ کر مجھے خود پہ قابو پانے میں چند لمحات درکار تھے اور پھر آہستہ آہستہ مجھے سب یاد آنا شروع ہوا کہ اندر کیا کیا باتیں ہوئیں۔ اور جیسے ہی خاکسار دفتر سے باہر آیا اور فون آن کیا تو چند لمحوں کے بعد ہی خاکسار کو وہ تصویر ای-میل آ گئی۔ (الحمد للّٰہ)

(ذٰلك فضلُ اللّٰہ یؤتیه من یشاء)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: فہیم احمد خادم۔ نمائندہ گھانا

حمدیہ و نعتیہ محافل
جامعۃ المبشرین گھانا

حمدیہ محفل

مؤرخہ 23 نومبر 2021ء بروز منگل بعد نماز عصر جامعۃ المبشرین کے ہال میں مجلس ارشاد کے تحت ''حمدیہ محفل'' کا انعقاد کیا گیا۔ یہ نئے تعلیمی سال کا پہلا پروگرام تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی حمد پر مشتمل پروگرام منعقد کیا گیا۔ اس حمدیہ محفل کے مہمانِ خصوصی مکرم و محترم رانا بلال احمد صاحب مدرس جامعۃ المبشرین گھانا تھے۔ تلاوت قرآنِ کریم عزیزم عیسیٰ عبد الکریم نے کی۔ انہوں نے سورۃ الحشر کی آخری تین آیات کی تلاوت مع ترجمہ پیش کی۔ عزیزم عمر عبد الملک نے رسول اللہ ﷺ کی حدیثِ مبارکہ پیش کی۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کا بیان تھا۔ عزیزم اوسئ یوسف نورالدین نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام ''حمد و ثناء اسی کو'' مترنم آواز میں سنایا اور انگریزی ترجمہ بھی پڑھا۔ اس کے بعد بالترتیب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کے اقتباسات عزیز طلباء، ایسیاؤ حکیم، آدم عبد النافع، انگبم لطیف، نالیلین عبد الرحمان، آدم عبد الرشید، ماوی محمد نے پیش کیے۔ عزیزان عبد النافع اور کمال الدین نے مقامی زبان میں حمدیہ نظم مترنم آواز سے کورس میں پڑھی۔ آخر میں پروگرام کے مہمانِ خصوصی مکرم رانا بلال احمد صاحب نے طلباء کو نصائح کی اور اختتامی دعا کروائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے شکر گزار بندے بنائے۔ آمین

نعتیہ محفل

مؤرخہ 30 نومبر 2021ء بروز منگل جامعۃ المبشرین میں عصر کی نماز کے بعد نعتیہ محفل کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کے مہمانِ خصوصی جامعۃ المبشرین کے مدرس مکرم و محترم عبد المجید علی صاحب نے جو اسی جامعہ سے معلم بنے اور تب سے یہاں پڑھانے کی سعادت پا رہے ہیں۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم ناصر یحییٰ نے کی۔ عزیزم عبد التواب نے احادیث پیش کیں جن میں درود شریف کے فضائل بیان ہوئے تھے۔ عزیزم عبد العزیز باہ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام'' ہرطرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے''مترنم آواز سے پڑھا اور انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد طلباء نے آنحضرت ﷺ کی سیرت اور سوانح کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کے اقتباسات پیش کیے۔ ان عزیزان کے اسماء بالترتیب یہ ہیں: طاہر غلام احمد، بانچی عبد الوارث، آدم عبد السلام، سمیع اللہ آرتھر، آدم حنیس اور ابوبکر مبارک۔ بعد ازاں عزیزم کانے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں نے جُولا زبان میں نعتیہ منظوم کلام پیش کیا۔ مکرم عبد المجید علی صاحب مہمان خصوصی نے طلباء کو نصائح کیں۔ مجلس ارشاد کے سیکرٹری عزیزم ظفر اللہ خان نے حاضرین و مہمانِ خصوصی کا شکریہ ادا کیا۔ اور مہمانِ خصوصی نے اختتامی دعا کروائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشق رسول ﷺ سے منور کرے اور آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کی پیروی کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

یہ زندگی کو ضائع کرنا نہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یاد رکھو وہ زندگی جو تم خدا کے لئے خرچ کرتے ہو، وہی تمہاری زندگی ہے۔ لیکن وہ زندگی، جو تم اپنے نفس کے لئے خرچ کرتے ہو، وہ ضائع چلی گئی۔ جو شخص خدا کے لئے اپنی زندگی قربان کرتا ہے، وہ چاہے کتنی ہی گمنامی کی زندگی بسر کرے، چاہے دنیا میں اسے کوئی شخص نہ جانتا ہو۔ آسمان پر خدا اسکو قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور اسکو اپنے قرب میں عزت واحترام کی جگہ دیتا ہے۔ پس مت خیال کرو کہ دین کے لئے اپنی زندگی قربان کرنا۔ زندگی کو ضائع کرنا ہے۔ یہ زندگی کو ضائع کرنا نہیں بلکہ اسے ایک قیمتی اور ہمیشہ کیلئے قائم رہنے والی چیز بنانا ہے۔

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک جلد دوئم صفحہ 322)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

12/ مارچ 2022ء

		طلوعِ فجر	غروبِ آفتاب
مکہ مکرمہ		05:16	18:29
مدینہ منورہ	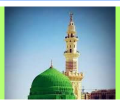	05:16	18:29
قادیان		05:22	18:34
ربوہ		05:02	18:14
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:54	18:02

فقہی کارنر

شادی پر عورتوں کا مل کر گیت گانا

سوال کیا گیا کہ لڑکی یا لڑکے کے ہاں جو جوان عورتیں مل کر گاتی ہیں وہ کیسا ہے؟

حضرت اقدسؑ نے فرمایا:۔

اصل یہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح پر ہے۔ اگر گیت گندے اور ناپاک نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لے گئے تو لڑکیوں نے مل کر آپؐ کی تعریف میں گیت گائے تھے۔

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 552 نیا ایڈیشن)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)